OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
July-Dece-2023
Vol: 4, Issue: *2*
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

Ali Usman[1]

Samina Gulzar[2]

Sanaullah Farooqi[3]

ذاتِ نبوی ﷺ میں نفاست و عمدگی کے مظاہر، تحقیقی جائزہ

Aspects of Sensitivity and Wisdom in the Prophetic Character: A Research Assessment

Abstract

The Prophet Muhammad's (pbuh) personality embodies the pinnacle of virtue and excellence, serving as an exemplary model. His every deed, gaze, and expression were imbued with beauty and grace. He esteemed and practiced the finest in behavior, speech, and mannerisms, reflecting the utmost in elegance and brilliance. His lifestyle, whether in the simplicity of daily routines or the adornment of attire, emphasized beauty and quality. The Prophet (pbuh) held beauty and goodness as ideals, integrating them into every aspect of life. This ranged from the mundane, such as dining etiquette and clothing, to the more significant, like war equipment and travel necessities. His preference for beauty was not just a personal indulgence but a

1 Ph.D. Scholar, University of Gujrat, Gujrat

2 Ph.D. Scholar, University of Management and Technology, Lahore

3 Ph.D. Scholar, Al-Hamd Islamic University, Islamabad

standard he set and encouraged among his followers, teaching them to value and incorporate excellence and refinement in all they do. Sloppiness and disorder were contrary to his teachings, which prominently featured the pursuit of goodness. The Prophet Muhammad (pbuh) did not compromise on these values under any circumstances. Instead, he consistently promoted and lived by a philosophy of beauty and goodness, appreciating and praising it in others. His teachings and life continue to inspire a pursuit of excellence and virtue, making his personality a timeless beacon of the best humanity has to offer.

Keyword: Virtue, Excellence, Beauty, Teachings

نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اس کائناتِ ہست وبود میں سب سے بڑھ کر کامل، مکمل اور اکمل ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا گیاہے۔ اور یہ اعزاز دنیا میں صرف ہمارے پیارے پیغمبر جنابِ محمد ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ جن کی ہر ادا اور انداز کو انسانیت کا آئینہ اور تہذیب وتمدن کا بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ خوشی، غمی، جلوت، خلوت، پبلک زندگی ہو یا پرائیویٹ۔ ہر لمحہ اور ہر وقت آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ دنیا کے باسیوں کے لیے بہترین نمونہ اور معیار قرار پائی ہے۔ ویسے تو آپ ﷺ کی ذاتِ طیبہ انتہائی خوبصورت اور اعلیٰ ترین ہے جس کے لیے کسی مثال اور نظیر کی گنجائش نہیں۔ مگر آپ ﷺ کا نامِ نامی اسم گرامی بھی اسی طرح اعلیٰ وارفع ہے۔ کسی بھی آدمی کے تعارف میں سب سے پہلی چیز اس کا نام ہوتا ہے۔ نام سے انسان کی پہچان ہوتی ہے، اور اس نام کے ساتھ ہی لوگوں کے بارے میں بہت سے خیالات قائم ہوتے ہیں، اور بعض دفعہ کوئی آدمی کسی کے نام سے ہی متاثر ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت رسالت مآب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک کی تھی، جو آپ کا نام مبارک سن لیتا وہ تعجب کی وادیوں میں گم ہو جاتا اور اس کا ذہن اس کے معانی ومطالب میں کھو جاتا، اسی حوالے سے قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

> ”عبد المطلب آنحضرت ﷺ کے دادا نے خود بھی یتیمی کا زمانہ دیکھا ہوا تھا۔ اپنے چوبیس سالہ نوجوان فرزند عبد اللہ کی اس یادگار کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی گھر میں آئے اور بچے کو خانہ کعبہ

میں لے گئے اور دعا مانگ کر واپس لائے۔ ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی۔ دعوت کھا کر لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بچے کا نام کیا رکھا، عبدالمطلب نے کہا "محمد ﷺ" لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے سب مروّجہ ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا؟ کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا کی بھی ستائش اور تعریف کا شایان قرار پائے۔"[1]

گویا جیسے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی سب سے ممتاز، منفرد اور اعلیٰ وارفع ہے اسی طرح آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی بھی سب سے یکتا، بلند وبالا اور عالی شان ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اور نبوت کا تعلق صرف عبادات یا احکامات کے ساتھ ہی منحصر نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ عبادات میں، احکامات میں، معاملات میں، رہن سہن میں، اطوار وانداز اور طور طریقوں میں بھی سب سے اعلیٰ اور خوبصورت ہیں۔ آپ ﷺ کی ذاتی زندگی بھی ہمارے لیے مشعل راہ اور نمونہ ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی عادات وصفات بھی سب سے عمدہ اور خوبصورت ہونے کے ساتھ سب سے اچھی اور بہترین ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ کی ذات اور وجود کو اللہ تعالیٰ نے سب سے عمدہ، خوبصورت، حسن وجمال کا مرقع، زیب وزینت کا اعلیٰ ترین شاہکار، زیبائش وآرائش کا مثالی گلدستہ اور نفاست ونظافت کا بے نظیر نمونہ بنایا ہے۔ عرب کے باسی اور باشندے جو فصاحت وبلاغت کے بادشاہ تھے اور بچپن تا دمِ واپسیں آپ ﷺ سے آشنا تھے، وہ بھی رسولِ مکرم ﷺ کے حسن وجمال اور نفاست پسندی کے سامنے شاعر بے نوا ثابت ہوئے۔ قیافہ شناسی اور بلا کا حافظہ رکھنے کے باوجود آپ ﷺ کا حسن وجمال اور طبیعت ومزاج کی نفاست وعمدگی کسی ایک کے احاطہ خیالات میں نہ آسکی۔ ایک ناک کی خوبصورتی میں کھو گیا تو دوسرا پیشانی مبارک کو دیکھتا رہ گیا۔ کوئی پرانوار اور بے نظیر چہرے سے آنکھیں نہ ہٹا سکا، تو کوئی اس کی آرائش وزیبائش کی چمک میں کھو کر رہ گیا۔ گویا کہ ہر دیکھنے والا ماہ تاباں کی ضوفشانیوں کی تاب نہ لا کر ساقط وجامد آنکھیں جھکائے کھڑا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ کے حسن وجمال کا تصور دو چار نہیں بلکہ درجنوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بیان

---

١ منصورپوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی ، رحمة للعالمین ، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ ، پاکستان)، ج: 1، ص:59

Mansoorpuri, Muhammad Suleman Salman, Qazi, Rahmatul Lil Alameen, (Lahore: Maktaba Islamiya, Pakistan). Vol. 1, P.59.

کرنے سے ایک جھلک کے طور پر ملتا ہے۔ جس سے روح کو سرور اور قلب و نظر کو لذت و کیف حاصل ہوتا ہے۔ اور آپ ﷺ اپنی ذات کی عمدگی اور نفاست میں بھی اس قدر باکمال تھے کہ ماکان و مایکون میں اس کی نظیر اور مثال تو در کنار اس کا قرب اور تزلف بھی نہیں ملتا، بلکہ دیکھنے والے بلا تامل کہہ اُٹھتے ہیں کہ آپ کی نظیر وعدیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

حلیہ مبارک

آپ ﷺ کے حلیہ مبارک میں سے کچھ چیزیں بیان کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالقَصِيرِ شَثْنَ الكَفَّيْنِ وَالقَدَمَيْنِ، ضَخْمَ الرَّأْسِ، ضَخْمَ الكَرَادِيسِ طَوِيلَ المَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" [1]

”رسول اللہ ﷺ طویل تھے نہ پست قد، اور آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے مبارک گوشت سے پُر تھے۔ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور ہڈیوں کے جوڑ کشادہ تھے۔ جب آپ چلتے تو جھکنے کی کیفیت میں ہوتے جیسے کوئی بلندی سے اترتا ہے، سینہ سے ناف تک باریک بال تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو ایسا (خوبصورت) نہیں دیکھا۔“

آپ ﷺ کی ایک سفر میں ماں ام معبد سے ملاقات ہوئی، وہ آپ ﷺ کے رُخِ انور کی رعنائی سے ایسی متاثر ہوئی کہ دیکھتی ہی رہ گئی، وہ آپ ﷺ کے روشن اور خوبصورت چہرے اور ذاتِ اطہر کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں: ”پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحبِ جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک وپیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لیے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ ودل فریب، قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ زیبندہ نہال کہ تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش رہتے ہیں۔ جب وہ

۱ الترمذي، ابو عيسى محمد بن عيسى، جامع الترمذي، (بيروت: مطبوعه دارالفكر، 1414ھ)، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ

کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے رہتے ہیں، جب وہ حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں، مخدوم ومطاع نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو۔"[1]

معلوم ہوا کہ نفاست ونظافت اور فطرت کا حسن وجمال صرف رسول اللہ ﷺ کا اختیاری فعل ہی نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ کی ذات کو بھی اللہ تعالیٰ نے حسن وجمال اور نفاست کا مرقع بنایا تھا۔ رسولِ رحمت ﷺ کے بالوں کی یہ نفاست اور حسن ہے کہ وہ گھنے اور لمبے ہیں،نہ زیادہ گھنگھریالے ہیں نہ بالکل سیدھے بلکہ اس کے درمیان میں ہیں،زیادہ گھنگھریالے بال بھی جہاں دیکھنے میں پرکشش نہیں ہوتے وہاں پر بعض اوقات آدمی خود بھی اس سے تنگی محسوس کرتا ہے،اور بالوں کا بالکل سیدھا ہونا بھی عجیب سمجھا جاتا ہے۔زیادہ چھوٹے بال بھی پسندیدہ اور خوبصورت نہیں سمجھے جاتے،اور زیادہ لمبے ہوں کہ عورتوں کے مشابہ ہو جائیں،یا دیکھنے والوں کی نظر میں عجیب وغریب لگیں،دونوں حالتوں سے مبرا اور مثالی انداز تھا رسولِ اکرم ﷺ کا،جو دل کو بھانے والا اور دوسروں کو متاثر کرنے والا تھا۔

یہی وہ ظاہری حسن وجمال ہے جو ایک پیغمبر ﷺ کے ذاتِ مطہرہ کا حصہ بنادیا گیا ہے،جسے دیکھنے کے بعد لوگ مزید دلائل کے متلاشی یا خواہاں ہی نہیں رہتے،بلکہ وہ آپ ﷺ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں،رسول مکرم ﷺ کا یہ حقیقی حسن اور ذاتِ باکمال کے اوصافِ حمیدہ کو اگر دنیاوالوں کے سامنے رکھ دیا جائے اور ان تک آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پہنچادی جائے تو ہرزہ سرائی کرنے والے بھی آپ ﷺ کے ہمنوا بن جائیں۔اس لیے کہ آپ کائنات کی وہ واحد ہستی ہیں جن میں دنیا بھر کی خوبیاں اور صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔اور صرف وہی ایک ایسی ذات ہیں جن کے ساتھیوں نے ان کی ایک ایک ادا کو نہ صرف نوٹ کیا بلکہ اس کو محفوظ کر کے ہم تک پہنچایا۔اور صرف یہ نہیں کہ نبوت ورسالت کی زندگی کا بیان ہو اور اس سے پہلے کے حالات واحوال نہ ہوں، بلکہ عمر کے ہر حصے کو محفوظ کیا گیا،اور آپ ﷺ کی شخصیت کے ہر پہلو پر گفتگو ہوئی۔بلکہ بڑھاپا ایک طرح ایک بیماری سمجھا جاتا ہے،بالخصوص جب انسان بڑھاپے میں دوسروں کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے۔مگر آپ ﷺ کا بڑھاپا

---

[1] منصورپوری، محمد سلیمان سلمان، قاضی ، رحمۃ للعالمین ، ج: 1، ص:123

Mansoorpuri, Muhammad Suleman Salman, Qazi, Rahmatul Lil Alameen, Volume: 1, Page: 123

بھی باکمال ہے۔

عمر کے بڑھنے اور بڑھاپے کے آنے کے ساتھ انسان کی ظاہری کیفیات پر بھی بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور اس کی علامات بھی انسان کے چہرے اور وجود پر ظاہر ہونے لگتے ہیں، اسی بنا پر اکثر طور پر دیکھا گیا ہے کہ انسان کی ظاہری حالت کو دیکھنے کے ساتھ ہی اس کی عمر کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کی عمر کتنی ہے۔ اور بہت سے تندرست اور صحت مند جوانی گزارنے والے لوگ بھی بڑھاپے میں بعض اوقات انتہائی لاغر، کمزور اور ضعیف ہو جاتے ہیں۔ لیکن نبی مکرم جناب محمد ﷺ کے وجود کی نفاست اور حسن کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے بڑھ چکی ہے اور آپ ﷺ حیاتِ مستعار کے آخری ایام گزار رہے ہیں، ان دنوں میں اور وفاتِ پاک کے موقع پر بھی آپ ﷺ کے بالوں کی کیفیت جاذبِ نظر، خوبصورت اور چند بالوں کے سوا باقی بال مکمل طور پر بڑھاپے کے اثرات سے محفوظ ہیں۔

داڑھی مبارک میں سفیدی

خادمِ رسول، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

"وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ" [1]

"رسول اللہ ﷺ کائنات سے رخصت ہوئے جبکہ آپ کی داڑھی مبارک اور سر مبارک میں بیس بال سفید تھے۔"

عموماً اس عمر میں انسان کے تقریباً سب بال سفید ہو چکے ہوتے ہیں، بڑھاپے کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں، مگر آپ ﷺ کی ذاتی نفاست اور حسن و جمال کو خالق کائنات تادمِ واپسیں برقرار بھی رکھا اور اس میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔

---

[1] البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللهﷺ وسننه وأيامه، صحيح البخاري (بيروت: دار طوق النجاة، 1422هـ)، كتاب المناقب، باب صفة النبى ﷺ

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail bin Ibrahim bin al-Mughira, Al-Jami' al-Musnad al-Sahih al-Mukhtasar min Umur Rasul Allah ﷺ wa Sunanihi wa Ayyamih, Sahih al-Bukhari, (Beirut: Dar Tawq al-Najah, 1422 AH), Kitab al-Manaqib, Bab Safahat al-Nabi ﷺ.

رُخِ انور کی ایک جھلک

بعض لوگوں کا رنگ بہت سفید ہوتا ہے، بلکہ وہ پھلبہری اور بیماری کے مشابہ ہوتا ہے، یہ خوبصورتی نہیں بلکہ ایک طرح سے عیب شمار ہوتا ہے۔ بیماری نہ بھی ہو تو یہ رنگ پسندیدہ اور دلکش نہیں ہوتا، جبکہ آپ ﷺ کے چہرے کی رنگت اتنی سفید نہ تھی کہ جو بیماری سے مشابہت رکھتی ہو، اور نہ ہی آپ ﷺ کی رنگت سیاہی مائل تھی، بلکہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور انتہائی خوبرو، وجیہہ، اور چمک دمک سے مزین تھا۔ اتنا پیارا اور خوبصورت چہرا، نفاست و لطافت کا اتنا حسین امتزاج کہ جو دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا، بلکہ نہ صرف دیکھتا رہ جاتا، وہ آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا، جو آپ ﷺ کے پاس چل کر آپ کو دیکھنے کے لیے آتا اُسے ایمان کی دولت سے مزین کر دیا جاتا تھا۔ اور آپ ﷺ کا چہرہ اتنا اعلیٰ و حسین کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ:" يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ"[1]

"جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ بڑی تیزی سے آپ ﷺ کی طرف گئے، اور کہنے لگے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ آچکے ہیں۔ تو میں بھی لوگوں میں آیا تاکہ آپ ﷺ کو دیکھ سکوں، پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میں پہچان گیا کہ بے شک آپ ﷺ کا چہرہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔"

رُخِ انور کی یہ زیبائش کہ لوگ اس کے ساتھ حق کی راہ متعین کرتے ہیں، بھٹکے ہوئے اسے دیکھ کر راہِ ہدایت پر آجاتے ہیں، مایوسیوں کے مارے ہوئے ایک نظر میں زندگی کے غم بھول جاتے ہیں، لوگ بے تاب ہوتے ہیں تو چہرہ پُر انوار کی زیارت کو چلے آتے ہیں، بے تاب ہوتے ہیں تو ایک جھلک سے سکون و اطمینان کی کیفیت محسوس

[1] ابن ماجة، أبو عبد الله بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة (بيروت: دار الفكر، س-ن)، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فى قيام الليل، رقم الحديث: 1334
Ibn Majah, Abu Abdullah bin Yazid al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, (Beirut: Dar al-Fikr, n.d.), Kitab Iqamat al-Salat wa al-Sunnah Fiha, Bab Ma Jaa' Fi Qiyam al-Layl, hadith no. 1334.

کرتے ہیں، معاشرے کے ستائے ہوئے آتے ہیں تو راحت لے کر جاتے ہیں، برس ہا برس سے تکلیفوں کے ستائے ہوئے جامِ حیات نوش کرتے ہیں، اور ایک دیدار سے ہی یکا یک زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

زمین پر اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اپنی مرضی اور اپنے اندازے کے مطابق نازل فرماتا ہے، وہ کسی کا پابند یا کسی کی عظمت کے سامنے بے بس قطعاً نہیں ہے، وہ کسی کی محبت میں ایسا گرفتار بھی نہیں کہ جس کی بات کو ٹال نہ سکے، وہ اپنے فیصلوں میں خود مختار اور حکیم وبصیر ہے۔ لیکن خالق کائنات اپنے بندوں کی لاج بھی رکھتا ہے، انہیں عزتوں سے بھی نوازتا ہے اور ان پر رحم کرتے ہوئے جیسے چاہے، نواز دیتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کا چہرہ پر انوار اتنا نفیس، خوبصورت، مقدس، مطہر اور رب تعالیٰ کے ہاں ایسا معزز ہے کہ جس کے آسمان کی طرف اُٹھنے سے مولائے کریم قبلہ بھی تبدیل فرمادیتے ہیں، اور رُخِ انور کی عظمت اور تحویل قبلہ کو یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾[1]

"(اے محمد ﷺ) ہم تمہارا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو، منہ کرنے کا حکم دیں گے تو اپنا منہ مسجد حرام (یعنی خانۂ کعبہ) کی طرف پھیر لو۔"

یہ چہرہ مبارک کی تکریم و تحریم ہے کہ رب کبریا بھی اپنے محبوب ﷺ کے رُخِ انور کو بار بار آسمان کی طرف اُٹھتا دیکھ کر آپ کی دلی اور دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمادیتے ہیں، تحویل قبلہ کا حکم جاری کرتے ہوئے اس کے تذکرے کو قیامت تک باقی رکھنے کے لیے اس واقعہ کو آیات بنا کر اپنی مقدس کلام کا حصہ بنا کر ہمیشہ کے لیے محفوظ فرمادیتے ہیں۔

چاند سے زیادہ حسین

مثال اور تمثیل سے بات کرنا ایک عرفی ضرورت ہے جس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مثال سے بات سمجھنا سمجھانا آسان ہو جاتا ہے، اسی کا ایک باب تشبیہ بھی ہے، مشابہت رکھنے والی چیزوں میں ایک دوسرے کے وجود کے

---

[1] القرآن الکریم، 2: 144

Al-quran, 2: 144

ساتھ ان کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ اور یہ تمثیل و تشبیہ کا انداز قرآن وحدیث میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی کی خوبصورتی اور اس کے حسن وجمال کو بیان کرنے کے لیے ہمارے ہاں چاند کی تمثیل بیان کی جاتی ہے، کہ فلاں چاند کی طرح حسین اور خوبصورت ہے۔ یعنی اس کی خوبصورتی اپنی مثال آپ ہے، مگر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پُر انوار کی جھلکیں کتنی خوبصورت اور دلکش ہیں کہ جنھوں نے آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، انہوں نے آپ ﷺ کے حسن وجمال اور آسمانف کے چاند کا تقابل کیا تو بلا تامل اور بلا تاخیر یہ فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوگئے کہ رسولِ محتشم ﷺ چاند سے بھی زیادہ حسین و جمیل ہیں۔

چنانچہ جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ" [1]

"میں نے نبی اکرم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، میں ایک نظر رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور ایک نظر چاند کو، اس وقت آپ ﷺ سرخ رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھے، مجھے آپ ﷺ چہرہ مبارک چاند سے زیادہ خوبصورت لگا"۔

وہ چاند جو پوری کائنات اور زمین کو روشن کر دیتا ہے، گویا اس کی خوبصورتی صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتی بلکہ دوسروں پر بھی وہ اثر انداز ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر تشبیہ اور تمثیل کیا ہو سکتی ہے، مگر دیکھنے والوں نے اور حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے والوں نے آپ ﷺ کو چاند سے بھی بڑھ کر حسین و جمیل قرار دیا۔ اور یہ تو نبی مکرم ﷺ کی چہرہ پر انوار کی خوبصورتی اور رعنائی کی ایک تصویر ہے۔ جس کا تعلق آپ ﷺ کی ظاہری خوبصورتی اور حسن سے ہے۔ مگر جہاں تک آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی روشنی کا تعلق ہے تو وہ پوری دنیا میں پھیلا اور مزید پھیل رہا ہے۔ دنیا کے ہر کونے اور کنارے میں آپ کے دین حنیف کی دعوت

[1] الترمذي، محمد بن عيسى ، الجامع الترمذي، كتاب الادب ، باب ما جاء في الرخصة فى لبس الحمرة للرجال، رقم الحديث: 2811

Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Al-Jami' at-Tirmidhi, Kitab al-Adab, Bab Ma Jaa' Fi al-Rukhsah Fi Labis al-Humrah Lir-Rijal, hadith no. 2811.

پہنچی اور قیامت تک کے لیے ہمیشہ پہنچتی رہے گی۔ بلکہ دنیا بھر کے جتنے بھی مذاہب اور ادیان ہیں ان سب پر آپ ﷺ کے چراغِ نبوت کی روشنی ان سب پر غالب اور ظاہر ہے۔ اور یہی وہ واحد روشنی ہے جس کا اثر صرف دنیا کی حد تک محدود نہیں بلکہ اس کی نورانیت اور زیبائش و آرائش قبر، حشر اور برزخ میں بھی نمایاں اور واضح ہو گی۔

قدمبارک

آپ ﷺ کا قد مبارک اتنا مثالی، مناسب اور متوازن تھا، کہ کوئی اس میں عیب یا نقص نہیں لگا سکتا تھا، قد کا چھوٹا ہونا عموماً عیب اور نقص شمار کیا جاتا ہے، آج کے دور میں تو قد و قامت کی حیثیت اتنی بڑھ چکی ہے کہ رشتہ داری میں بھی اس کی حیثیت دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ چھوٹے قد والے لوگ عموماً احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کل مارکیٹ بھی بے شمار دیسی و ایلوپیتھی ایسی ادویات موجود ہیں، جن کا مقصد قد و قامت کو اچھا کرنا اور بڑھانا ہوتا ہے۔ جیسے چھوٹا قد عموماً عیب اور نقص شمار کیا جاتا ہے اسی طرح قد زیادہ لمبا ہو تو وہ بھی معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا، بلکہ اس پر بھی لوگ جملے کستے ہوئے نظر آتے ہیں، اور معاشرتی طور پر اسے عجیب و غریب خیال کیا جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تخلیق میں آپ ﷺ کے قد مبارک کو بھی اتنا مناسب اور خوبصورت رکھا، کہ جسے دیکھ کر دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ پاتا۔ دور سے دیکھنے والے کی نظر آپ ﷺ پر جم جاتی اور قریب آکر دیکھنے والا آپ ﷺ کا فدائی اور جاں نثار بن جاتا تھا۔

پاکیزہ ہاتھ

عمومی طور پر میل ملاقات میں بھی اور لین دین کے معاملات کو کرتے وقت بھی ہاتھوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ سلام کے وقت بھی ہاتھ ہی ملائے جاتے ہیں، ہاتھوں کا صاف ستھرا اور خوبصورت ہونا انسان کی شخصیت کو متاثر کن بنا دیتا ہے اور ہاتھوں کا صاف ستھرا نہ ہونا، یا ان کی ظاہری حالت کا اچھا نہ ہونا اس کی شخصیت میں نقص اور عیب شمار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اپنے ہاتھوں کی جلد کی حفاظت میں بہت حساس ہوتے ہیں، اپنے سخت کام کاج کے دوران دستانوں کا استعمال کرتے ہیں تاکہ ہاتھوں کی رنگت اور جلد خراب نہ ہو۔ اللہ کے پیارے پیغمبر جنابِ محمد ﷺ کے ہاتھوں کی کیفیت کتنی پُر کیف، خوش کن اور عمدگی و حسن سے مرقع تھی کہ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

"فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ"[1]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے چہرے پر رکھا، آپ ﷺ کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور اس کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ اچھی تھی۔"

بعض دفعہ انسان کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے ہاتھ گرم ہوتے ہیں، اور بعض دفعہ کچھ لوگوں کے مزاج ہی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ہاتھ گرمی کے تپش میں ہوتے ہیں، مگر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کا ٹھنڈا ہونا بھی اتنا زیادہ ہے کہ گویا برف ہیں، اور جسے وہ ہاتھ مس کرتے ہیں وہ اپنے تئیں سکون اور آرام محسوس کرتا ہے۔ اور جو ایک دفعہ شرف ملاقات حاصل کر لیتا ہے وہ بار بار اسی تاک اور امید میں رہتا ہے کہ بہت جلد مجھے دوسری، تیسری مرتبہ، بلکہ بار بار یہ سعادت نصیب ہو۔ تاکہ میرے جسم اور روح دونوں کو مسرت اور شادمانی میسر آئے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جیسے نبی مکرم جناب محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی کے لوگوں پر روحانی اثرات مرتب ہوتے تھے، بالکل اسی طرح لوگ جسمانی طور پر بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر، آپ ﷺ سے مصافحہ کر کے آپ کے جسم مبارک اور ہاتھوں کی نرمی، ٹھنڈک، عمدگی اور حسن و جمال سے متاثر ہوتے تھے۔ اور ہر انسان فطرتاً خوشبو کو پسند کرتا ہے اور پرفیوم یا عطر کا استعمال بڑی حد تک انسانی زندگی کا حصہ ہے، جسے لوگ پسند بھی کرتے ہیں اور اپناتے بھی ہیں۔ بہت سی تقریبات میں خوشبو کا تحفہ دینا اور اس کی خریداری پر خطیر رقم خرچ کرنا، اس کی عمدہ پیکنگ کروانا یہ سب نفاست و عمدگی کا حصہ ہیں جنہیں ہر انسان اچھا اور عمدہ خیال کرتا ہے۔ جبکہ ہمارے پیارے آقا جناب محمد ﷺ ذات میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر کمال کی خوبصورتی رکھی کہ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک مطہر، منظف اور بابرکت ہونے کے ساتھ ساتھ بغیر کسی دنیاوی خوشبو، عطر اور پرفیوم کے ہی انتہائی خوشبودار، معطر اور خوش کن مہک والے تھے کہ جس کا مشاہدہ کرنے والے صحابی، اُسے مشک سے بھی زیادہ معطر قرار دیتے ہیں۔

ہاتھوں کی برکت

آپ ﷺ کے یدین مبارکین کی نفاست اور برکت عقلوں کو حیران کر دینے والی تھی، بلکہ آپ ﷺ کے

---

[1] بخاري ، محمد بن اسماعيل ، الجامع الصحيح ، كتاب المناقب ، باب صفة النبي ﷺ
Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Manaqib, Bab Safahat al-Nabi ﷺ.

ہاتھوں کے ذریعے رونما ہونے والے معجزات آپ کی نبوت پر بہت بڑی دلیل ہوا کرتے تھے، یہ ہاتھ جیسے دیکھنے میں خوبصورت، پیارے، حسن وجمال کا عظیم شاہکار تھے، اسی طرح ان کی روحانی روئے داد بھی اپنی نظیر آپ ہے، یہی ہاتھ کسی کو مس کرتے ہیں تو لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہو جاتی ہیں، کسی کے سینہ پر لگتے ہیں تو اُسے حدیث ایسے یاد ہوتی ہے کہ جو کبھی بھولنے نہ پائے اور وہ معاشرے میں حافظ الحدیث، اور امام المحدثین کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں، یہی ہاتھ کمزور، مریل اور ظاہری طور پر دودھ دینے کے اسباب سے بالکل خالی جانور پر پھیرے جاتے ہیں تو وہ دودھ دینے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں بلوغت کے قریب تھا اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، دونوں حضرات مشرکین سے نفرت کرتے تھے، دونوں نے مجھ سے پوچھا، بیٹا! کیا پینے کے لیے کچھ دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا: بکریاں میرے پاس امانت ہیں، لہٰذا میں دودھ نہیں پلا سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا۔ کیا کوئی بکری کا بچہ ہے جو ابھی نر سے جفت نہ ہوئی ہو؟ میں نے عرض کیا، ہاں۔ میں وہ بکری ان حضرات کے پاس لے گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے باندھا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا مانگی۔ تھنوں میں دودھ بھر آیا۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پتھر کا پیالہ لے آئے اور آپ ﷺ نے اس میں دودھ دوہا اور خوب پیا، پھر میں نے پیا، پھر آپ ﷺ نے تھنوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: خالی ہو جا۔ تھن پہلے کی طرح خالی ہو گئے۔ میں (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم) حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے بھی یہ دعا سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم عقلمند لڑکے ہو۔ (یعنی تمہیں واقعی سیکھنا چاہیے) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایمان لانے کے بعد) میں نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست ستر سورتیں سیکھیں جن میں مجھ سے کوئی بحث نہیں کر سکتا۔[1]

لعابِ دھن

اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر جانداروں کے منہ میں لعاب کا نظام رائج کیا ہے، اور انسان بھی اسی کیفیت پر پیدا

[1] احمد بن حنبل ،مسند، (بیروت: مطبوعہ مکتب اسلامی، 1398ھ) ،ج: 1 ، ص: 263
Ahmad ibn Hanbal, Musnad, (Beirut: Matba'at Maktab Islami, 1398 AH), Volume: 1, Page: 263.

کیا گیا ہے، منہ میں لعاب کا ہونا ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور احسان بھی ہے، کہ بعض امراض میں انسان اس سے محروم ہو جائے تو وہ ساری زندگی کے لیے معذور ہو جاتا ہے۔ منہ میں لعاب کا ہونا ایک انسانی فطرت وجبلت ہے، مگر اس کے باوجود یہ معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا حصہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے کے سامنے اپنے منہ سے لعاب کو خارج نہ کرے، سرِ راہ تھوکنے سے انسان گریز کرے، اور انسان طبعاً تھوک سے نفرت اور کراہت محسوس کرتا ہے۔ مگر جب اسی لعاب کی نسب ہمارے پیارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک بھی اتنا اعلیٰ اور مقدس ومطہر ہے کہ نہ صرف اس کے ساتھ نفرت وکراہت کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ انتہائی بابرکت اور انسانیت کے لیے نفع مند ہے۔ اسی لعاب مبارک کے کھانے میں شامل ہونے سے چند افراد کا کھانا ہزاروں کے لشکروں کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔

سبحان اللہ! کس قدر نفیس اور عمدہ لعاب ہے رسولِ اکرم ﷺ کے منہ مبارک سے نکلنے والا، آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، ان کی خرابی انسان کے لیے انتہائی پریشانی اور تکلیف کا سبب ہوتی ہے، اور ان کے علاج پر لوگ لاکھوں روپے لگا دیتے ہیں کہ ان کی تکلیف اور بیماری ختم ہو جائے، مگر رسولِ رحمت ﷺ کا لعابِ دہن اتنا عظیم اور پُر شفاء ہے کہ جب یہ بیمار کی آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے تو نہ صرف مرض اور بیماری کا خاتمہ ہو جاتا ہے، بلکہ صاحبِ واقعہ کہتے ہیں کہ میری آنکھیں یوں صحیح اور تندرست ہو گئیں کہ گویا کبھی کوئی درد یا تکلیف ہوا ہی نہیں تھا۔ چنانچہ سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر والے دن ارشاد فرمایا:

"لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟ فَقَالُوا: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ" [1]

[1] مسلم، أبو الحسن، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، الصحيح المسلم، الطبعة الخامسة، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 2002م)، رقم الحديث: 6223

”میں کل اس آدمی کو پرچم دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہو گی، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو گا اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے، تو لوگوں نے یہی سوچ سوچ کر رات گزاری کہ وہ کون (خوش نصیب) ہو گا جسے پرچم دیا جائے گا، سب لوگ ہی اس کی امید رکھتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ تو بتایا گیا کہ ان کی آنکھیں خراب ہیں، تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا کی تو وہ تندرست ہو گئے، گویا کہ ان کو کبھی آنکھوں کی بیماری تھی نہیں۔“

پسینہ مبارک

انسانی جسم پر موسموں کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ان کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں، گرمیوں میں پسینہ کا آجانا ایک فطری چیز ہے۔ مگر عمومی طور لوگ پسینے سے نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں، اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ پسینہ آنے کے ساتھ کپڑوں سے بدبو اور جسم سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے انسان عموماً اس سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ ملاقات کے وقت کے ایسی صورتِ حال میں کسی سے ملنا معیوب سمجھا جاتا ہے اور دیکھنے والے بھی ایسے آدمی سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ بلکہ جو آدمی ان چیزوں کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے جسم یا کپڑوں سے پسینے کی بو آتی ہو، لوگ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں، بلکہ اس سے سلام تک لینا پسند نہیں کرتے، مگر رسولِ مکرم، نبی محترم جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اتنے نفیس، خوبصورت اور حسن وجمال کا مرقع ہیں کہ آپ ﷺ کے پسینے سے بدبو آنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ صرف یہ کہنا کہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے بدبو نہیں آتی تھی، تو یہ ناانصافی ہو گی، حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ دنیا کے مہنگے اور بہترین عطریات سے بڑھ کر خوشبو بکھیرنے والا تھا، یہی وجہ ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"دَخَلَ عَلَيْنا النَّبِيُّ صَلّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ فَقالَ عِنْدَنا، فَعَرِقَ، وَجاءَتْ أُمِّي بقارُورَةٍ، فَجَعَلَتْ تَسْلِتُ العَرَقَ فِيها، فاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ،

Muslim, Abu al-Hasan, Muslim bin al-Hajjaj al-Qushayri al-Nisaburi, Al-Tiba'ah al-Khamesah, (Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 2002), hadith no. 6223

فَقالَ: يا أُمَّ سُلَيْمٍ، ما هذا الذي تَصْنَعِينَ؟ قالَتْ: هذا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ في طِيبِنا، وَهو مِن أَطْيَبِ الطِّيبِ."[1]

"نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پسینہ آیا، میری ماں (ام سلیم رضی اللہ عنہا) ایک شیشی لے آئیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پسینہ جمع کر کے اس میں ڈالنے لگیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیدار ہو گئے اور دریافت فرمایا: ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ میری ماں نے کہا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ کا پسینہ جمع کر رہی ہوں تا کہ اسے اپنی خوشبو میں شامل کروں، کیونکہ آپ کا پسینہ مبارک تو بہترین خوشبو ہے۔"

پسینہ وہی ہے جس سے نفرت کی جاتی ہے اور انسان اس سے اپنے جسم پر بھی کراہت محسوس کرتا ہے، جس سے بچنے کے لیے انسان کتنی کوشش کرتا ہے، بار بار نہانا اور غسل کرنا اسی سبب سے ہوتا ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو اس کی بدبو سے بھی دور رکھتا ہے۔ لیکن یہی پسینہ ہے کہ جب اس کی نسبت نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف ہوتی ہے تو وہ نہ صرف عمدہ اور صاف ہوتا ہے بلکہ وہ دنیا کا ایک بہترین اور قیمتی عطر اور پرفیوم تصور کیا جاتا ہے۔

جس طرح گلاب کی رنگت و خوشبو دیکھنے اور سونگھنے والے کا دل بہلاتی ہے، جیسے پروانہ روشنی کو دیکھ کر اپنے وجود پر قابو نہیں پاتا، اور جیسے پرفیوم غیر محسوس انداز میں دل و دماغ پر گرفت کرتی چلی جاتی ہے اس سے ہزار گنا بڑھ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اور بات کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کا تعلق خاطر اور اطاعت کا رشتہ قائم تھا۔ کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وجودِ پاک اور گفتار و کردار میں ایسا جذب و اتصال اور جمال و کمال تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے مدت بعد بھی جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کسی رفیق کا استفسار ہوتا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی کے فلاں زاویے کا کیا انداز تھا؟ تو صحابی کے دل میں متلاطم جذباتِ محبت اس طرح پھوٹ پڑتے کہ وہ والہانہ محبت و عقیدت کے ساتھ اس واقعے کو جذباتی کیفیات اور جزئیاتی تفصیلات سے بیان کیے بغیر نہ رہ سکتا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا کہ آپ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کی ہے تو جناب ارقم

---

[1] مسلم، أبو الحسن، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، كتاب الفضائل، باب طيب عرق النبى ﷺ والتبرك به

Muslim, Abu al-Hasan, Muslim bin al-Hajjaj al-Qushayri al-Nisaburi, Kitab al-Fada'il, Bab Tayyib 'Irq al-Nabi ﷺ wa al-Tabarruk bihi.

رضی اللہ عنہ بڑی والہانہ وارفتگی کے ساتھ چشم دید واقعہ کی جزئیات بیان کرتے چلے گئے۔ان کا کہنا ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ عزا کے مقام پر کھیتی باڑی میں مصروف تھا۔ اچانک ہم دیکھتے ہیں کچھ دور ایک قافلہ پڑاؤ ڈال رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد قافلے کے لوگ نماز ادا کرنے لگے۔ میں اور میرے والد محترم اس قافلے کی طرف لپکے تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ سرورِ دوعالم ﷺ امامت کروارہے ہیں۔ آپ ﷺ نے احرام باندھا ہوا تھا جس کی وجہ سے سجدہ کی حالت میں، میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کے قریب بازوؤں کی سفیدی دیکھی۔اس منظر کو میں اب بھی اس طرح ہی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔[1]

پاکیزہ آنکھیں

جسم مبارک کے ایک ایک حصے کی کیفیت یہ تھی کہ ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچنے والی اور لوگوں کی عقلوں کو متحیر کر دینے والی تھی۔ آنکھیں کسی بھی انسانی چہرے پر واضح اور نمایاں حیثیت کی حامل ہیں، ان کے ساتھ انسانی شخصیت کے تعارف اور خوبصورتی میں بڑا دخل ہوتا ہے۔ شعراء اپنے اشعار میں محبوب کی آنکھوں کے تذکرے پر پورے پورے قصیدے لکھ دیتے ہیں، اور ان کی تعریف میں مگن ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں ایسی تھیں کہ جن میں سرمہ لگا کر خوبصورت بنانے کی ضرورت قطعاً نہ تھا، بلکہ پیدائشی طور پر ہی آنکھیں سرمئی اور خوبصورت تھیں، دیکھنے والے کو یوں ہی لگتا جیسے کوئی عمدہ قسم کا سرمہ لگایا گیا ہے، مگر حقیقتاً وہ تخلیق رب العالمین کا ایک بہترین شاہکار تھیں، اور آنکھیں ایسی باریک اور چھوٹی نہ تھیں کہ دیکھنے میں عجیب الخلقت لگیں، بلکہ موٹی اور بڑی تھیں، جو آپ ﷺ کے چہرے پر نمایاں ہوتی تھیں اور ان کے ساتھ چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا تھا۔

محبوب ﷺ کی پسند

ہمارے ہاں نفاست کو اپنانے اور اپنے آپ کو خوبصورت ظاہر کرنے کے لیے جہاں پر لباس، گاڑی، گھر اور

---

[1] محمد جمیل ، میاں ، آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن ، (لاہور: ابوہریرہ اکیڈمی، پاکستان، جولائی 2011)، ص: 13

Muhammad Jameel, Miyan, Aap ﷺ ka Tahzeeb o Tamaddun, (Lahore: Abu Huraira Academy, Pakistan, July 2011), Page: 13.

دیگر کئی ظاہری چیزوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں بے شمار اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے پرفیوم، خوشبوئیں اور عطر موجود ہیں، اور ہر انسان فطری و جبلی طور پر خوشبو کو پسند بھی کرتا ہے، اور لوگ اس پر بڑی بڑی خطیر رقم خرچ کر دیتے ہیں، تاکہ دیکھنے اور سونگھنے والے کے سامنے ہم باذوق اور نفاست پسند نظر آئیں، اور ہمارا حسن و جمال لوگوں کے سامنے واضح اور عیاں ہو، مگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتی نفاست کا اپنے عروج تک ایسا مقام رکھتی تھی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اگرچہ خوشبو لگانا اور اس کا تحفہ پسند فرماتے، مگر حقیقتاً آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بغیر خوشبو لگائے بھی ہر وقت معطر اور منطف ہوتے تھے۔ بلکہ نہ صرف یہ کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ذاتی طور پر خوشبو لگانے کی زیادہ حاجت نہ تھی بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے اور ملاقاتی بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم کی خوشبو سے محظوظ ہوتے تھے اور اس کی عمدگی اور بہتری کی تعریف کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دس سال کا طویل عرصہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں رہ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت کا شرف حاصل کرنے والے عظیم صحابی سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں:

"مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلاَ مِسْكًا وَلاَ شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ"[1]

"میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم مبارک سے اچھی خوشبو نہ عنبر میں محسوس کی، نہ مشک میں، نہ کسی دوسری چیز میں۔"

عنبر اور مشک جس پر لوگ ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں، بلکہ بیرون ممالک سے بہترین اور عمدہ قسم کے عطریات منگوائے جاتے ہیں، دنیا میں بڑے بڑے عہدیداروں اور ذمہ داران کو ان قیمتی عطریات کے تحائف پیش کیے جاتے ہیں، مگر رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسم مبارک کی ذاتی خوشبو اتنی اعلیٰ، عمدہ اور نفیس ترین تھی کہ دنیا کا کوئی مہنگے سے مہنگا اور قیمتی ترین خوشبو، عنبر، مشک اور پرفیوم بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتی خوشبو کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

---

[1] القشيرى ، مسلم بن حجاج ، الصحيح لمسلم، كتاب الفضائل، باب طيب رائحة النبىﷺ ولين مسه والتبرك بمسحه، رقم الحديث: 6053

Al-Qushayri, Muslim bin Hajjaj, Al-Sahih li Muslim, Kitab al-Fada'il, Bab Tayyib Ra'ihat al-Nabi ﷺ wa Layin Masaahu wa al-Tabrak bi-Mas'hih, hadith no. 6053.

دانت مبارک

انسان کی وجاہت، خوبصورتی، شخصیت کی بناوٹ اور گیٹ اَپ Get up میں دانتوں کا کردار کسی دلیل اور وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔منہ کی صفائی دانتوں کی صفائی کے بغیر ممکن نہیں۔جتنے دانت صاف ہوں گے اتنا ہی منہ صاف ہو گا۔دانتوں کی صفائی کے لیے جہاں تک ممکن ہو تا آپ ﷺ تازہ مسواک کو ترجیح دیتے اور مسواک کرتے وقت جس قدر قوت برداشت ہوتی آپ ﷺ مسواک کو حلق کے اندر لے جاتے تاکہ گلے کی رگوں سے ہر قسم کی رطوبتیں خارج ہو جائیں۔اس طرح دانتوں کی مضبوطی میں اضافہ اور معدے کے فاسد مادے خارج ہوتے ہیں۔معدہ ہلکا محسوس ہونے لگتا ہے۔دانتوں کی صفائی جہاں انسانی وقار میں اضافے کا سبب ہے وہاں اللہ کی خوشنودی اور طبی نقطۂ نظر سے متعدد فوائد کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔اس کے برعکس جو آدمی دانتوں کی صفائی کا خیال نہیں رکھتا وہ اپنا دہرا نقصان کرتا ہے۔اللہ اور اس کے رسول بھی ناخوش،اور لوگ بھی اس کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ اس سے نفرت کرتے ہیں،علاوہ ازیں دانتوں کی گندگی کئی بیماریوں کی جڑ ہے۔ آج میڈیکل سائنس نے برسوں کی تحقیق کے بعد یہ ثابت کر دیا ہے کہ دانتوں کی گندگی بدنی صحت وتندرستی کے لیے نقصان دہ اور کئی بیماریوں کا سبب بن سکتی ہے۔جدید طبی تحقیق کے مطابق معدے کی صحت کا دارومدار دانتوں کی صفائی پر ہے اور پورے بدن کی عمومی صحت اور تندرستی کا انحصار معدے کی صحت پر ہے۔چنانچہ سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم،رسولِ محتشم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا جَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِي بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ"[1]

"میرے پاس جب بھی جبریل آئے،انہوں نے مجھے مسواک کا حکم دیا،اور یقیناً مجھے محسوس ہونے لگا ہے کہ میرا منہ زخمی ہو جائے گا۔"

رسول مکرم ﷺ چونکہ سب سے زیادہ مسواک کرنے والے تھے اسی لیے آپ ﷺ کے دانتوں کی

---

[1] احمد بن حنبل ، امام ، مسنداحمد بن حنبل ،(مصر: مؤسسة قرطبه ،القاہرہ)، ج:5، ص: 263
Ahmad ibn Hanbal, Imam, Musnad Ahmad ibn Hanbal, (Mu'assasat Qurtubah, Al-Qahirah, Misr), Volume: 5, Page: 263

خوبصورتی اور رعنائی بھی بے نظیر اور فقید المثال تھی۔ جو آپ ﷺ کی شخصیت کو لوگوں کے دل ودماغ میں مزید اہم بنادیتی تھی۔ اور آپ ﷺ کے اندر موجود ایک ایک خوبی، اچھائی اور وصف کی یہی داستان ہے۔

آپ ﷺ کی ذاتی نفاست اور وجود کے اعتبار سے عمدگی وحسن ایسا تھا، کہ جسے دیکھنے والا بے اختیار یہ کہہ اُٹھتا تھا کہ آپ ﷺ جیسا پہلے کسی نے دیکھنا تو درکنار، یقیناً آئندہ بھی قیامت تک آپ ﷺ کے جیسا حسین الخلقت اور نفیس الطبع کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جب پیارے پیغمبر ﷺ کی ذاتِ اطہر کو دیکھا تو آپ ﷺ کی مدح سرائی میں مگن ہو گئے اور رسولِ مکرم ﷺ کے ساتھ انتہائی والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی رعنائی اور خوبصورتی کو بیان کیا اور اشعار پڑھے:

وَأَحسَنُ مِنكَ لَم تَرَ قَطُّ عَيني
وَأَجمَلُ مِنكَ لَم تَلِدِ النِساءُ
خُلِقتَ مُبَرَّءً مِن كُلِّ عَيبٍ
كَأَنَّكَ قَد خُلِقتَ كَما تَشاءُ [1]

”میری آنکھ نے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں دیکھا
اور کسی ماں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل بچے کو جنم نہیں دیا
آپ ﷺ ظاہری اور باطنی نقائص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں
گویا کہ خالق کائنات نے آپ ﷺ آپ ﷺ کی تمنا اور خواہش کے مطابق پیدا کیا ہے۔“

ان اشعار میں کوئی مبالغہ یا غلو قطعاً نہیں ہے۔ کیونکہ عمومی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی انسان کچھ چیزوں میں بہت کامل یا مثالی ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اپنے رنگ کے اعتبار سے اپنے اقران میں نمایاں اور ممتاز ہوتے ہیں، کچھ لوگ اپنے قد کاٹھ اور جسامت میں انتہائی خوبصورت اور رعنا ہوتے ہیں، کچھ لوگوں کے جسمانی خدوخال اور قامت بڑی اچھی اور بہترین سمجھی جاتی ہے، کچھ لوگ اپنی اداؤں کی عمدگی، اور میل جول میں مثالی کردار ادا کرنے

---

[1] الشحود،علي بن نايف ، موسوعة الدفاع عن رسول اللهﷺ، (المكتبة الشامله، الاصدار الثالث) ، ج 1، ص: 458

Al-Shahood, Ali bin Naif, Musu'at al-Difa' 'An Rasul Allah ﷺ, (Al-Maktabah al-Shamilah, Al-Issdar al-Thalith), Volume: 1, Page: 458.

والے ہوتے ہیں، الغرض دنیائے کائنات میں مختلف خوبیوں اور اوصاف سے متصف مختلف لوگ موجود ہوتے ہیں، مگر ایک ہی شخص اپنی ذات میں بھی سب سے اعلیٰ، اپنے حسن و جمال میں بھی بے نظیر، اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے بھی سب پر فائق ہو تو اس کی نظیر اور مثال صرف اور صرف رسولِ مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے کوئی شخص ایسا آیا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی شخص اتنا بڑا آئیڈیل بن کر آ ہی سکتا ہے۔ اسی لیے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ آپ جیسا حسین و جمیل دنیا میں کسی ماں نے جنم ہی نہیں دیا۔ اور آپ ﷺ اپنے ظاہری اوصاف و خصائل میں بھی اتنے کامل تھے کہ اس سے بڑھ کر خوبصورتی یا حسن ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

اس شعر سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتی بے شمار خوبیاں ایسی تھیں جو پیدائشی طور پر ہی آپ ﷺ میں ودیعت کر دی گئی تھیں، یہی وجہ ہے کہ نبوت کے ملنے سے قبل بھی آپ ﷺ کی ذات عمدگی اور حسن و جمال کا مرقع تھی، آپ ﷺ کا مزاج اور ذاتی حیثیت ہی منفرد اور ممتاز تھی۔ نہ آپ ﷺ نے جاہ منصب یا دولت و ثروت کے حصول کے لیے کوئی مہم جوئی کی۔ اس کے برخلاف آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے ہم عمروں کے درمیان اپنے شیریں لب و لہجہ، شریفانہ اخلاق و کردار، سچائی، دیانت داری اور صحیح الخیالی کے لحاظ سے امتیازی شان رکھتے تھے۔ اپنی زبردست جسمانی طاقت و صلاحیت کے باوجود آپ ﷺ کی روحانی قوت اور پاکیزہ باطنی نے ادب و استقامت کی خصوصیات نمایاں کر دی تھیں۔ اس لیے نہ آپ ﷺ کو ظاہر داری اور ریاکاری کا شوق تھا، نہ عظمت اور بڑائی کا جنون، نہ لوگوں کے جذبات سے کھیل کر سرداری حاصل کرنے کی خواہش۔ قوم جن اصنام کو پوجتی تھی ان سے بے رغبتی، اوہام و خرافات سے نفرت اور اس شعور نے کہ حق کچھ اور ہی چیز ہے، آپ ﷺ کو تنہائی اور پہاڑوں کی خلوت کی طرف مائل کر دیا تھا۔

مہرِ نبوت

رسولِ اکرم ﷺ کی ذات نفاست اور حسن و جمال کا ایک بہترین مظہر آپ ﷺ کی مہرِ نبوت تھی، آپ ﷺ سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور ان کی نبوت کو ظاہر کرنے کے لیے بے شمار معجزات اور نشانیاں عطا فرمائیں۔ جو اپنے اوقاتِ مقررہ میں ظہور پذیر ہوئیں۔ مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسمِ مبارک کے اندر ہی نبوت کی ایک بہت بڑی نشانی پیدا فرمائی تھی۔ چنانچہ سیدنا جعد

بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ:" يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ"[1]

"مجھے میری خالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میری بہن کا بیٹا بیمار رہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر اور میرے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا میں نے وضو کا پانی پی لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان دیکھا تو چکور کے انڈے کی مانند نشان دکھائی دیا (یہ وہ مہر نبوت تھی)"

یہ مہر نشانِ نبوت بھی تھی اور خوب صورتی اور حسن کا ایک مظہر بھی تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ اطہر کا حصہ بنا دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق میں اسے شامل کر دیا گیا تھا۔

اندازِ تکلم

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوتے تو پُر وقار ہوتے، بولتے تو زبانِ نبوت سے موتیوں کی لڑیاں پروئی جارہی ہوتی تھیں۔ گفتگو میں الفاظ کا چناؤ اور انتخاب، لب ولہجے میں نرمی اور ملائمت آدمی کی گفتگو کو مؤثر اور پر وقار بنا دیتی ہے۔ اکثر اوقات بدترین دشمن بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آدمی کا موقف چاہے جتنا بھی مضبوط اور مدلل کیوں نہ ہو جب تک الفاظ کے چناؤ اور استعمال میں حسن وجمال پیدا نہ کیا جائے اس وقت تک گفتگو دوسرے آدمی پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اور اس حکمت کے اسرار و رموز کو سب سے بڑھ کر جاننے اور عمل میں لانے والی ذاتِ گرامی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے رفقاء کرام ذکر کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گفتگو فرماتے نہ تو اتنا تیز انداز ہوتا کہ سننے والا دقت محسوس کرے اور نہ ہی اس قدر کمزور طریقے سے بات چیت کرتے کہ سننے والے کو انتظار رہے کہ آپ کب اور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میں

---

[1] بخاري ، محمد بن اسماعيل ، الجامع الصحيح ، رقم الحديث: 190

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' al-Sahih, hadith no. 190

میانہ روی، اعتدال، الفاظ میں ٹھہراؤ اور وقار نمایاں ہوتا تھا۔ چناچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں:

مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هَذَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيْنَهُ فَصْلٌ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ"[1]

"رسول اللہ ﷺ تمہارے اس طرح کے انداز کی طرح تیز تیز گفتگو نہیں فرماتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کلام فرماتے تو الفاظ جدا جدا ہوتے تھے، اور پاس بیٹھنے والے اسے یاد کر لیتے تھے۔"

خوش الحانی

خوش آوازی یا خوش الحانی ایک قدرتی چیز اور عطیہ خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اُس نے کائنات میں جتنے بھی انبیاء و رُسل کو مبعوث کیا ہے۔ اُن تمام کو ظاہری و باطنی حسن کے ساتھ ساتھ حسنِ صوت سے بھی نوازا۔ اور یہی کیفیت ہمارے پیارے پیغمبر جناب محمد ﷺ کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایاہے۔ آواز کی خوب صورتی کا یہ عالم تھا کہ جو ایک مرتبہ آپ ﷺ سے کچھ سن لیتا وہ آپ ﷺ کا گرویدہ ہو کر رہ جاتا۔ جہاں تک تعلق ہے کلام باری تعالیٰ کی تلاوت کا، تو اس کی تو اپنی بھی تاثیر لازوال اور بے نظیر ہے۔ مگر اس کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتی آواز بھی بہت خوش کن اور دلآویز تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب نبی ﷺ کو دلوں کو موہ لینے والا اور رقت آمیز لہجہ اور پُر تاثیر آواز عنایت فرمائی تھی، یہی وہ خوبی تھی جس سے کفارِ مکہ انتہائی خوف زدہ تھے۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ جو بھی آدمی ایک مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ کی زبان سے قرآن کی تلاوت سن لیتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ چنانچہ بہت سے عام لوگ ہی نہیں بلکہ معاندین نے جب آپ ﷺ کی زبانِ نبوت سے براہ راست قرآن کریم سنا تو قرآن کی صداقت کے سامنے ڈھیر ہو گئے اور بے ساختہ اسلام قبول کر لیا۔ کفارِ مکہ نے اپنے عوام زیریں طبقہ کو حضورِ اکرم ﷺ کی زبان کی شیرینی اور مٹھاس سے بچانے کے لیے یہ منصوبہ بنایا:

لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡـغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ[2]

---

[1] ترمذي، محمد بن عيسىٰ ، الجامع الترمذي، كتاب المناقب، باب في كلام النبي ﷺ، رقم الحديث: 3639
Tirmidhi, Muhammad bin Isa, Al-Jami' at-Tirmidhi, Kitab al-Manaqib, Bab fi Kalam al-Nabi ﷺ, hadith no. 3639

[2] القرآن، 41 :26

"اس قرآن کو ہر گز نہ سنو، اور (جب یہ سنایا جائے تو) اس میں خلل ڈالو شاید کہ تم (اس طرح) غالب آجاؤ۔"

اس آیت کی تفسیر میں مولانا سید مودودی کا تفسیری نوٹ مزید بات کو واضح کردے گا۔"یہ کفار مکہ کے ان منصوبوں میں سے ایک تھا جس سے وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت و تبلیغ کو ناکام کرنا چاہتے تھے۔ انہیں خوب معلوم تھا کہ قرآن اپنے اندر کس بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور اس کو سنانے والا کس پائے کا انسان ہے اور اس شخصیت کے ساتھ اس کا طرزِ ادا کس درجہ مؤثر ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایسے عالی مرتبہ شخص کی زبان سے اس دل کش انداز میں اس بے نظیر کلام کو جو سنے گا وہ آخر کار قائل ہو کر رہے گا۔ اس لیے انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ اس کلام کو نہ خود سنو نہ کسی کو سننے دو۔ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب بھی اسے سنانا شروع کریں، شور مچاؤ، تالی پیٹ دو، آوازے کسو، اعتراضات کی بوچھاڑ کر دو، اور اتنی آواز بلند کرو کہ ان کی آواز اس کے مقابلے میں دب جائے۔ اس تدبیر سے وہ امید رکھتے تھے کہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو شکست دے دیں گے۔"[1]

گویا رسولِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آواز کا حسن، ادا کی مہارت، الفاظ کا چناؤ، انداز کی عمدگی ایسی چیزیں تھیں جن سے کفار دن رات پریشان تھے کہ کسی طریقے سے ہم انہیں دبا دیں اور اپنی خواہشات و نظریات کو ان پر غالب کر دیں، مگر یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتی تاثیر بھی کمال تھی کہ جو آپ کی آواز سن لیتا، اس کی گہرائی میں پہنچے بغیر نہ رہ پاتا، جس کی سماعت ایک مرتبہ اِدھر متوجہ ہو جاتی وہ باقی ہر چیز کو بھول جاتا اور اسی میں مگن ہو جاتا تھا، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت و تبلیغ میں آپ کی اس ذاتی خوبی کا بہت تعلق ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ہمیشہ کے لیے ودیعت فرما دی تھی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی لسانِ مبارک کی مٹھاس اور شیرینی آپ کی ذات کی عمدگی کی جھلک نمایاں کرتی تھی۔

جوامع الکلم

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے الفاظ کی ادائیگی کی عمدگی کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے علاوہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان مبارک پر جو الفاظ جاری ہوتے وہ گہری تاثیر کے حامل ہوتے، چند الفاظ پر مشتمل ایک جملہ

Al-quran, 26: 41

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، پاکستان)، ج: 4، ص: 453,454
Maududi, Abul Ala, Sayyid, Tafheem-ul-Quran, (Maktaba Tameer-e-Insaniyat, Lahore, Pakistan), Volume: 4, Page: 453, 454.

ارشاد فرماتے، مگر سامعین کے لیے اس میں زندگی کی کامیابی وکامرانی کے اصول پنہاں ہوتے تھے، یعنی آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کی نفاست کا ایک اہم حصہ آپ کی زبانِ مبارک تھی، جس سے کبھی کوئی فضول، بے مقصد اور بے جا الفاظ کا ادا ہونا تو درکنار، اُس سے کبھی ایسے الفاظ بھی ادا نہ ہوتے جو فائدے سے خالی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث میں سے ایک ایک حدیث اور ارشاداتِ عالیہ میں سے ایک ایک ارشاد پر بعض دفعہ مصنفین نے کئی کئی کتب تحریر کی ہیں، ایک ایک حدیث پر شارحین نے بیسیوں فوائد قلمبند کیے ہیں، حدیث کے ایک ایک ٹکڑے سے درجنوں اصول ہائے زندگی اخذ کیے ہیں، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ سے کی ایک لمبی حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فُضِّلْتُ على الأنْبِياءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوامِعَ الكَلِمِ ----[1]

"مجھے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر چھے چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، میں جوامع الکلم دیا گیا۔۔"

جوامع الکلم سے مراد جامع کلمات ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی حکمتیں اور احکام، ہدایت کی باتیں، اور مذہبی ودنیاوی امور سے متعلق دوسری چیزوں کو بیان کرنے کا ایسا مخصوص اسلوب مجھے عطا فرمایا گیا جو نہ پہلے کسی نبی اور رسول کو عطا ہوا اور نہ دنیا کے کسی بھی بڑے سے بڑے فصیح وبلیغ کو نصیب ہوا۔ اس اسلوب کی خصوصیت یہ ہے کہ تھوڑے سے الفاظ کے ایک چھوٹے سے جملہ میں معانی ومفہوم کا ایک گنجینہ پنہاں ہوتا ہے۔ پڑھیے اور لکھیے تو چھوٹی سی سطر بھی پوری نہ ہو، لیکن اس کا فہم اور وضاحت بیان کیجیے تو کتاب کی کتاب تیار ہو جائے، چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اقوال وارشادات میں اس طرح کے کلمات کی ایک بڑی تعداد ہے جن کو "جوامع الکلم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور بعض علماء وشارحین بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے کام لے کر احادیث کے ذخائر میں سے اس طرح کی احادیث کو جو جوامع الکلم میں سے ہیں، انہیں چنا ہے اور ان کا مجموعہ تیار کر کے کتابیں مرتب کی ہیں۔

---

[1] القشيري ، مسلم بن حجاج ، الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب (ترجمة الباب)
Al-Qushayri, Muslim ibn Hajjaj, Al-Sahih lil Muslim, Kitab Al-Masajid, Bab (Tarjumat al-Bab)